حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی مدظلہ
سابق شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند

# عقیدۂ حیات و نزول عیسیٰ ابن مریمؑ

## قرآن و سنت کی روشنی میں

قسط (۲)

وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ج وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ج وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ج وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ط

(النساء: ۱۵۶ تا ۱۵۹)

یہودیوں کے دلوں پر بندش ہدایت کی مہر لگ چکی ان کے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم پر بڑا بہتان باندھنے کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو جو خدا کے رسول تھے قتل کر ڈالا اور انہوں نے اس کو نہ قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا لیکن شبہ پڑ گیا انکو۔ اور جو حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اختلاف کرنے تھے وہ شک میں ہیں، ان کو علم نہیں صرف اٹکل پچو باتوں پر چلتے ہیں اور انہوں نے یقیناً حضرت عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا بلکہ اس کو اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اور اہل کتاب کا کوئی گروہ نہیں، مگر وہ حضرت عیسیٰؑ پر اس کے مرنے سے پہلے ایمان لائے گا اور وہ ان کے اعمال پر گواہ ہوں گے۔

اس آیت میں چند امور بیان ہوئے ہیں:

۱۔ کہ حضرت عیسیٰؑ نہ قتل ہوئے نہ سولی پر چڑھائے گئے۔ جو لوگ قتل اور صلب کے قائل ہیں

جیسے یہود و نصاریٰ، وہ قطعاً غلطی پر ہیں۔ قرآن نے واضح الفاظ میں ان کی تردید کی۔ مرزائیوں یا مرزا کا یہ کہنا کہ سولی پر چڑھائے گئے ہیں، لیکن سولی پر مرے نہیں۔ یہ قول بھی یہود و نصاریٰ کی طرح قرآن کے خلاف ہے۔ مَاصَلَبُوْہُ کا یہ معنی تراشنا کہ سولی پر نہیں مرے لغت عرب کے خلاف ہے۔ صلب کے معنی سولی پر چڑھانا اور ماصلب کا معنی سولی پر نہ چڑھانا ہے۔ یہ قطعاً قرآن کی تحریف ہے۔ کہ ماصلبوہ کا یہ معنی لیا جائے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کو سولی پر چڑھایا لیکن سولی پر اس کو موت نہیں آئی۔

۲۔ آیت میں وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا کے بعد فرمایا: بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ۔ یعنی حضرت عیسیٰؑ قتل نہیں ہوئے اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھایا۔ ماقتلوہ اور بل رفعہ اللہ میں ضمیر حضرت عیسیٰؑ کو راجع ہے۔ اور عیسیٰؑ نام ہے جسم اور روح دونوں کا یعنی عیسیٰ جو مجموعہ روح و جسم کا ہے اس پر قتل واقع نہیں ہوا بلکہ بجائے قتل کے رفع الی اللہ واقع ہوا۔ یہ ظاہر ہے کہ مراد یہ ہے کہ یہاں جس ذات سے قتل کی نفی ہوتی اسی کے لئے رفع کا اثبات ہے اور قتل نہ صرف جسم کا ممکن ہے۔ اور نہ صرف روح کا بلکہ جسم اور روح کے مجموعہ پر قتل واقع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قتل کا مفہوم یہ ہے کہ کسی خارجی مؤثر کے ذریعہ روح کو جسم سے الگ کیا جائے۔ جب غیر مقتول جسم مع روح ہے تو ـــ مرفوع الی اللہ بھی جسم و روح کا مجموعہ ہوگا۔

۳۔ اس کے علاوہ جب رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر واقع ہے تو جب تک اس کے خلاف قرینہ نہ ہو تو جسمانی رفع ہی مراد ہوگا۔ جیسے سورۂ یوسف میں وَرَفَعَ اَبَوَیْہِ عَلَی الْعَرْشِ۔ کہ حضرت یوسفؑ نے والدین کو تخت پر اٹھایا جس کا معنی جسم اور روح دونوں کا اٹھانا ہے نہ کہ والدین کی روح کو اٹھانا۔

۴۔ اگر روحانی رفع لیا جاوے تو یہ چند وجوہات سے غلط ہے۔

ایک وجہ یہ کہ مجاز کو اختیار کرنا ہے بلا قرینہ مثلاً یَرْفَعُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔ یہاں چونکہ جسمانی رفع مراد نہ تھا دینی رفع مراد تھا تو بطور قرینہ لفظ درجات پایا گیا۔ اسی طرح وَرَفَعْنَا بَعْضَھُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ۔ یہاں بھی قرینہ موجود ہے جو لفظ درجات ہے۔

دوسری وجہ روحانی رفع مراد لینے کے غلط ہونے کی یہ ہے کہ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ۔ کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف

اٹھایا۔ اب روحانی رفع مراد لینے میں معنی یہ ہوگا، کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے ان کا مرتبہ بلند کیا جو بالکل تحریف اور غلط ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس واقعہ سے قبل چالیس سال پیغمبر کی حیثیت سے زمین پر رہے اور پیغمبر کے مرتبہ کی بلندی پیغمبر کے وقت سے ان کو حاصل ہوتی ہے۔ تو اس وقت مرتبہ کی بلندی کی تخصیص بے فائدہ ہے۔ اس کے علاوہ عربی زبان میں بَلْ کا استعمال دو مقابل چیزوں میں ہوتا ہے۔ لیکن یہاں اگر رفع سے روحانی رفع اور مرتبہ کی بلندی مرزائی تحریف کے مطابق لی جائے تو مقابلہ فوت ہو جائے گا۔ جس سے بَلْ کا استعمال غلط پڑے گا۔ کیونکہ معنی یہ ہوگا کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب و مقتول نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اس کا مرتبہ بلند کیا۔ اگر کوئی پیغمبر یا مومن ناحق مقتول و مصلوب ہو جائے تو وہ شہید ہوگا اور شہید کا مرتبہ بلند ہوتا ہے تو اس کا مقابلہ بل رفعہ اللہ کے لئے درست ہوگا جب کہ اس سے بھی مرتبہ کی بلندی اور رفع روحانی مراد ہوگا۔ مرزائی تحریف کا یہ دعویٰ کہ بائبل کی رو سے مصلوب ملعون ہوتا ہے۔ اس لئے ملعونیت کی نفی اور مرتبہ کی بلندی میں مقابلہ صحیح ہوا، یہ بھی جھوٹ اور غلط ہے۔ بائبل میں صاف لکھا ہے کہ جو کسی جرم سے مصلوب ہو وہ ملعون ہے نہ وہ مصلوب جو ناحق سولی دیا گیا ہو بلکہ وہ تو شہید ہوگا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ روحانی رفع اللہ نے ہر نبی کو عطا کیا ہے۔ خصوصاً خاتم الانبیاء کو سب سے بڑھ کر روحانی رفع عطا ہوئی۔ تو اگر یہی معنی مراد ہوتا اور رفع جسمانی آسمانی مراد نہ ہوتا، تو بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔ کے الفاظ ہر نبی کے حق میں مذکور ہوتے خصوصاً خاتم الانبیاء علیہ السلام کے حق میں تو حضرت مسیح سے رفع کی خصوصیت باقی نہ رہتی۔ خصوصیت صاف بتلا رہی ہے۔ کہ یہ رفع جسمانی جو صرف حضرت مسیحؑ سے خاص ہے۔ یا جس کو رفع جسمانی ہو چکا ہو۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ اس رفع کے بعد قرآن میں وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔ کے الفاظ آئے ہیں جو اسی انداز میں کسی اور نبی کے بارے میں نہیں آئے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع جسمانی مراد ہے۔ جس میں قدرت و قوت کا بھی ظہور ہے، جس پر لفظ عزیز دلالت کرتا ہے۔ اور حکمت کا بھی ظہور ہے۔ جس پر لفظ حکیما دلالت کرتا ہے۔ جس کو ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

دوسرا جو امر آیت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے وہ ہے، وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ اہل کتاب کا کوئی فرقہ نہ ہوگا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے۔ بِهٖ اور مَوْتِهٖ دونوں ضمیروں کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ لَيُؤْمِنَنَّ کا لفظ جس میں نون تاکید ثقیلہ ہے۔

جو مضارع کو مستقبل سے مختص کرتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس آیت کے مضمون کا تعلق نزول قرآن کے مابعد زمانے سے ہے۔ اور ایسے زمانے سے ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب سے زمینی تعلق قائم ہو جو نزول مسیح کا زمانہ ہے۔ جس سے مسیح کا نزول ثابت ہوا اور بل رفعہ اللہ سے صعود ثابت ہوتا ہے۔ تو پوری آیت رفع و نزول دونوں پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ صحیحین کی حدیث بروایت ابی ہریرۃ نزول مسیح علیہ السلام کی حدیث مرفوع کے بعد ابوہریرۃ فرماتے ہیں: فاقرؤا ان شئتم وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ۔ جس میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ نزول مسیح من السماء کے بعد اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ یہ مسئلہ خالص نقلی ہے۔ عقل سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ابوہریرۃ کا موقوف اس میں مرفوع کے حکم میں ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام سے ابوہریرۃ نے یہ ضرور سن لیا ہوگا کہ تمام کتابیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا ان کے آخر زمانے میں نازل ہونے اور تشریف لانے کے بعد ضرور ہوگا۔ باقی مَوْتِہٖ کی ضمیر کتابی کو لوٹانا صحیح نہیں۔ ایک تو انتشار ضمائر شان بلاغت کے خلاف ہے۔ دوم مَوْتِہٖ کی قید لغو ہو کر شانِ بلاغت کے خلاف ہوگی۔ کیونکہ معنی یہ ہوگا کہ ہر کتابی اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا۔ حالانکہ ایمان تو مرنے سے پہلے لایا جاتا ہے۔ جیسے نماز روزہ کو مرنے سے پہلے ادا کیا جاتا ہے۔ تو جو چیز عقل سے معلوم ہو اس کو بطور قید لانا کہ وہ مرنے سے پہلے ایمان لائیں گے ایسا ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ میں نے روٹی کھائی مرنے سے پہلے، پانی پیا مرنے سے پہلے اور ظاہر ہے کہ یہ غیر بلیغ کلام ہے۔ اگر یہ توجیہ کی جائے کہ حالت نزع میں ایمان لائیں گے تو یہ ایمان غیر معتبر ہے۔ ورنہ فرعون بھی مومن قرار پائے گا۔ تو ایسے غیر معتبر ایمان کا ذکر ہی ..... عبث ہے۔ اس کے علاوہ نزع کی حالت میں تو ہر کافر اپنے نبی پر ایمان لاتا ہے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس امر کی تخصیص نہیں رہی۔

| | |
|---|---|
| ۴۔ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ؕ | حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔ شیطان تم کو اس بات کے ماننے سے نہ روکے۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ |

(الزخرف آیۃ ۶۱، ۶۲)

عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کی علامت دو وجہ سے ٹھہرایا گیا۔ ایک ان کی بلا باپ پیدائش جو مُردوں کو

دوبارہ زندہ کرنے کی دلیل ہے۔ دوم قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نزول جو قربِ قیامت کی نشانی ہے۔ سیاق وسباق کے مطابق اِنَّہٗ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ اور اس کے سوا جو بھی رائے ہو وہ ضعیف ہے۔ ابن ماجہ ص ۳۰۹ باب فتنۃ الدجال میں حدیث اسرار کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کا سوال ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے واقع ہونے کا وقت تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جب دجال کا ذکر ہوا تو حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: میں نازل ہوں گا اور اس کو قتل کروں گا۔ اس آیت کی تفسیر میں ابن جریر نے آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت سے پہلے ابن عباس، ابی مالک، عوف، مجاہد، قتادہ، سدی ضحاک و ابن زید کی روایات سے نقل کیا ہے۔ جو آپ کے نزول کی دلیل ہے اور آیت مذکورہ میں اسی نزول کے پیش نظر حضرت عیسیٰؑ کو قیامت کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ یہی صحیح معنی ہے۔ اگر بغیر باپ کی پیدائش کی علامت ہوتی تو اس اطلاق کے زیادہ حق دار حضرت آدم تھے جن کی پیدائش ماں اور باپ دونوں کے بغیر ہوئی لیکن قرآن میں علم للساعۃ کا اطلاق ان پر نہیں آیا۔ معلوم ہوا کہ مراد الٰہی علامت قیامت کا حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے قرب قیامت میں نزول ہے اور جو اس عقیدے سے روک دے وہ شیطان ہے۔ فَلَا یَصُدَّنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ ۔ تم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے عقیدے سے شیطان روک نہ دے۔ یعنی اس عقیدے سے روکنے والا قرآن کے اس ارشاد کے مطابق شیطان ہے۔۔۔۔۔۔

| | |
|---|---|
| ۵۔ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ۙ (آل عمران آیۃ: ۴۵) | (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریمؑ بیشک اللہ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا اس کا نام مسیح عیسیٰؑ بن مریمؑ ہوگا باآبرو ہوں گے دنیا میں اور آخرت میں اور منجملہ مقربین کے ہوں گے۔ |

یہاں عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ان کا مقربین سے ہونا بیان ہوا ہے۔ دوسری جگہ اہل جنت کے حق میں سورۃ واقعہ میں بیان ہوا ہے۔ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۔ تیسری جگہ ملائکہ کے حق میں آیا ہے۔ لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ ولا الْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ مسیح کو اللہ کے بندہ ہونے سے عار نہیں اور نہ مقرب ملائکہ کو عار ہے۔ ان تینوں جگہ میں قرب سے

مراد قرب جسمی وحسی وسماوی مراد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں امام رازی نے تفسیر کبیر اور ابو السعود نے اپنی تفسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جسم کے ساتھ اٹھایا جانا ذکر کیا ہے۔ اور مدارک، خازن، سراج المنیر اور کشاف میں ہے۔ فَكَوْنُهٗ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقربین میں سے ہونا، ان کو آسمان پر اٹھانا اور ملائکہ کی صحبت اختیار کرنا اور پھر باقیماندہ امور کی تکمیل کے لئے ان کا زمین پر نزول فرمانا مثلاً نکاح، حج، جہاد کرنا اور مسیحی اقوام کے فتنوں کو مٹانا۔

## حیات ونزول مسیحؑ حدیث کی روشنی میں

۱۔ بخاری میں ابو ہریرۃؓ نے حضور علیہ السلام سے جو حدیث نقل کی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا قسم ہے خدا کی کہ عیسیٰ اوپر سے تم میں نازل ہوگا حضرت مریم کا فرزند جو حاکم ہوگا انصاف والا صلیبی قوت توڑ دے گا۔ اور خنزیر کے قتل کا حکم دے گا۔ اور تمام لوگوں کے مسلمان ہو جانے سے جہاد کی ضرورت نہ رہے گی اور لوگوں کو اس قدر مال دے گا کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا اور عبادت کی محبت اس قدر بڑھ جائے گی کہ لوگوں کو ایک سجدہ تمام دنیا کی دولت سے بہتر نظر آئے گا۔ پھر ابو ہریرۃ نے اس کی تصدیق کے لئے اس آیت کی طرف توجہ دلائی جس کا معنی یہ ہے کہ اس وقت کوئی کتابی نہ ہوگا۔ مگر ایمان لائے گا عیسیٰ علیہ السلام پر۔ (بقول مرزا صاحب قرآن کے بعد اصح کتاب بخاری کی حدیث ہے۔)

۲۔ حدیث دوم یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے اور عیسیٰ کے درمیان نبی نہیں۔ اور وہ اتریں گے جب اس کو دیکھو تو پہچان لو۔ وہ قامت کے درمیانے ہیں۔ سرخ وسفید ہیں۔ دو زرد کپڑوں میں اتریں گے۔ سر کے بال اس کے ایسے معلوم ہوں گے کہ گویا اس سے پانی ٹپکتا ہے۔ اگرچہ اس کو پانی نہیں پہنچا ہوگا۔ تو اسلام پر لوگوں سے جہاد کریں گے۔ صلیبی قوت توڑ دیں گے۔ خنزیر کے قتل کا حکم دیں گے۔ جزیہ موقوف کریں گے۔ اس کے وقت اسلام کے سوا تمام ادیان کا خاتمہ ہوگا، دجال کو قتل کریں گے۔ زمین میں چالیس برس رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے اور مسلمان اس پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

(ابوداؤد عن ابو ہریرۃ مرفوعاً ج۲ ص۲۳۸)

۳۔ مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ میں عبداللہ بن عمروؓ نے حضورؐ سے نقل کیا ہے۔ کہ ابن مریم زمین پر اتریں گے شادی کریں گے اور اولاد پیدا ہوگی اور ٹھہریں گے زمین پر پینتالیس برس پھر فوت ہوں گے۔ اور دفن ہوں گے میرے مقبرہ میں تو قیامت میں اٹھیں گے ہم اور عیسیٰ ابن مریم ایک مقبرہ سے ابوبکر و عمر کے درمیان ہوں گے۔

۴۔ صحیح مسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ دمشق کے مشرق میں سفید منارہ پر اتریں گے۔ دو کپڑوں میں درمیان دو فرشتوں کے۔ دونوں ہتھیلی فرشتوں پر رکھے ہوئے ہوں گے، دجال کو باب لُدّ پر پائیں گے تو اس کو قتل کریں گے۔

آیاتِ حیاتِ مسیح علیہ السلام کثیر التعداد ہیں اور احادیث تو حدِّ تواتر کو پہنچتی ہیں۔ جو ۲۹ صحابہؓ سے منقول ہیں۔ لیکن ہم نے بغرضِ اختصار پانچ آیات اور صرف چار احادیث پر اکتفاء کیا۔ ان احادیث میں حضور علیہ السلام نے تحفظِ ایمان اور گمراہی سے بچانے کے لئے حضرت مسیح کی جو علامات ذکر کی ہیں۔ وہی کافی شافی ہیں اور جو گمراہ ہیں کہ استعارات اور مجازات سے وہ پوری تاریخ اور ایک دنیا کو بدلا سکتے ہیں ان کے لئے قرآن و احادیث کا دفتر بھی بے کار ہے۔ ان چار احادیث سے حضرت مسیح موعود کی معرفت کی جو واضح علامات ہیں وہ نمبروار حسب ذیل ہیں:

۱۔ مسیح موعود کا باپ نہ ہوگا۔ اس لئے عام ضابطے کے خلاف وہ اپنی والدہ مریمؑ سے منسوب ہوگا۔ لیکن مرزا غلام احمد کا باپ تھا۔ مرزا غلام مرتضیٰ تھا۔ اور اسکی والدہ نام ممتاز بی بی تھا۔ اور وہ باپ سے منسوب تھا نہ کہ ماں سے۔

۲۔ وہ حاکم ہوگا لیکن مرزا غلام تھا۔ اور انگریزی حکومت کا غلام تھا۔

۳۔ عادل ہوگا۔ عدل اللہ کے قانون چلانے کا نام ہے۔ مرزا کے وقت شرعی قانون بند تھا او انگریز کا قانون خود اس پر اور اس کے مریدوں پر بھی نافذ تھا۔

۴۔ صلیبی قوت کو توڑ دے گا۔ مرزا کے وقت میں صلیبی قوت کو اس قدر غلبہ حاصل ہوا کہ اس سے پہلے نہ تھا۔ خود ان کا باپ ان کے اقرار کے مطابق پچاس گھوڑوں کے سواروں کو مہیا کر کے تحریکِ آزادی ۱۸۵۷ء میں صلیبی قوت کو ہندوستان پر مسلط کرنے کے لئے لڑا اور خود مرزا نے تحفہ قیصریہ میں اپنے آنے کا مقصد یہ ظاہر کیا کہ میں انگریز کی صلیبی حکومت کے لئے ایک ایسی فوج تیار کر دوں جو انگریز کی حکومت کی وفادار ہو۔

۵۔ اس کے وقت میں خنزیر خوری کا خاتمہ ہوگا۔ لیکن مرزا کے وقت میں اس میں اضافہ ہوا۔

۶۔ وہ لوگوں پر اس قدر مال برسائے گا۔ کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔ مرزا نے مال نہیں دیا، بلکہ لینا شروع کیا۔ چندہ عام اور چندہ بہشتی مقبرہ کو شرطِ ایمان قرار دیا۔

۷۔ عبادت کا ذوق اتنا بڑھے گا کہ ایک سجدہ کی قیمت لوگوں کی نگاہوں میں ساری دنیا سے زائد ہوگی۔ لیکن مرزا کے وقت میں نصاریٰ نے مسلمانوں کو مرتد بنانا شروع کیا۔ اور لاکھوں کو مرتد کیا۔

۸۔ وہ آسمان سے زمین پر اتریں گے۔ لیکن مرزا زمین ہی میں پیدا ہوئے۔ اور زمین ہی پر رہے۔

۹۔ فرشتوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔ لیکن مرزا کو کسی فرشتہ کا دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا۔

۱۰۔ دمشق کے سفید منارہ پر نزول فرمائیں گے۔ لیکن مرزا کو عرب کی سرزمین کی زیارت بھی کبھی نصیب نہیں ہوئی۔

۱۱۔ باب لُدّ پر یہودی دجال کو قتل کریں گے۔ لیکن مرزا کو نہ لدّ کا دیکھنا نصیب ہوا۔ اور نہ دجّال کا۔ البتہ اس کی روحانی اولاد نے دجّال کی قوم یہود سے تل ابیب میں تعلق پیدا کیا جب کہ تمام عالم کا اُن سے تعلق منقطع ہو چکا ہے۔ شاید کہ ظہور دجّال کے وقت امداد کے لئے حاضر رہیں۔

۱۲۔ اسلام کے سوا کوئی دین باقی نہ رہے گا۔ لیکن سب باطل ادیان مرزا کے وقت باقی رہے بلکہ اور نئے باطل ادیان بھی خلاف اسلام پیدا ہوئے جن میں خود ایک دین مرزائیت ہے۔ جو وحدت اسلامی کے برخلاف ایٹم بم ہے۔

۱۳۔ حج کریں گے۔ مرزا کو موت تک حج نصیب نہ ہوا۔

۱۴۔ وہ شادی کریں گے اور اولاد ہوگی۔ یعنی نزول سے قبل نہ اُس نے شادی کی ہوگی اور نہ اولاد ہوگی۔ لیکن مرزا کی شادی اور اولاد دعوٰی سے قبل موجود تھی۔

۱۵۔ جہاد کریں گے اور جزیہ موقوف کریں گے۔ مرزا نے جہاد کرنے کی بجائے خود جہاد کو حرام ٹھہرا کر نصاریٰ کے استعمار کے لیئے راہ صاف کیا۔ جزیہ کا تو سوال ہی نہیں رہا۔

۱۶۔ باشندگان زمین کا ایک ہی دین یعنی اسلام ہوگا۔ اس لئے مختلف مذاہب کی لڑائیاں موقوف ہوں گی۔ لیکن مرزا کے وقت میں مختلف مذاہب نے مسلمانوں پر ہندوستان، ترکی، فلسطین، شمالی افریقہ میں جو مظالم کئے۔ اُن کی تاریخ میں نظیر نہیں۔ یہ سب مرزا کی برکت تھی۔

۱۷۔ امن قائم ہوگا اور جنگ ختم ہوگی لیکن مرزا کے وقت میں اور اس کے بعد امن کا نام و نشان مٹ گیا اور جنگ کے لئے وہ مہلک اوزار تیار کئے گئے کہ مرزا اور اس کے بعد کی ایک جنگ کی تباہی سابق زمانے کی سینکڑوں جنگوں کی تباہی سے زیادہ ہے۔

ان علامات کے لحاظ سے مرزا کی شخصیت ضدِ مسیح موعود ہے۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ مجازات و استعارات کی مشین سے پوری تاریخ بھی بدلائی جاسکتی ہے جس کی نہ قادیان میں کبھی کمی رہی نہ ربوہ میں۔ تو ایسی صورت میں تمام قرآن و حدیث بلکہ پوری تاریخ کو بازیچۂ اطفال بنایا جاسکتا ہے۔ اور ایسا کرنے سے یہ خیال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ پھر قادیانی و مرزائی تاویلات کے آگے ہر چیز کی حقیقت

بدلائی جاسکتی ہے۔ اور الفاظ اور تعبیرات سے کسی مقصد کا تعین ممکن نہیں بلکہ مرزائیوں کے لئے الفاظ ربڑ کا ایک ایسا تسمہ ہے کہ جہاں تک چاہو اس کو پھیلا سکتے ہو اور ایسی صورت میں کہ نزول مسیح کی علامات اس کی ضد پر بھی چسپاں کئے جا سکتے ہیں۔ تو پھر ان علامات کا بیان ہی بے فائدہ رہا کیونکہ علامات سے مسیح کی شخصیت کا تعین مقصود تھا۔ اور جب نہ نام سے تعین ممکن نہ والدہ کے نام سے، نہ مکان سے نہ مقاصد نزول سے بلکہ ان تمام علامات کی ضد شخصیت کو بھی اس میں گھسیٹا جاسکتا ہے تو تمام نظامہائے سلطنت کے دفتری الفاظ بھی تاویل سے لغو اور بے فائدہ ہو سکتے ہیں۔

**شیخ اکبر اور حیات عیسیٰ علیہ السلام** | شیخ اکبر فتوحات مکیہ باب ۳۶۷ میں لکھتے ہیں

فِی حَدِیْثِ الْمِعْرَاجِ فَلَمَّا دَخَلَ بِجَسَدِہٖ فَاِنَّہٗ لَمْ یَمُتْ اِلَی الْاٰنَ بَلْ رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلٰی هٰذِہِ السَّمَاءِ وَاَسْکَنَہٗ وَحَکَّمَہٗ فِیْهَا وَهُوَ شَیْخُنَا الَّذِیْ رَجَعْنَا عَلٰی یَدِہٖ وَلَہٗ بِنَا عِنَایَةٌ عَظِیْمَةٌ وَلَا یَغْفُلُ عَنَّا سَاعَةً وَاَرْجُوْ اَنْ اُدْرِکَہٗ فِیْ نُزُوْلِہٖ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

حدیث معراج میں ہے کہ وہ داخل ہوئے تو ان کو عیسیٰ اسی جسم کے ساتھ ملے۔ کیونکہ وہ اب نہیں مرے بلکہ اللہ نے اس کو اس آسمان تک اٹھایا۔ اور اس میں بسایا اور اس کا حکم اس میں چلتا رہا۔ اور وہ ہمارے پہلے شیخ ہیں جس کے ہاتھ پر ہم نے خدا کیطرف رجوع کیا۔ ان کو ہم پر مہربانی ہے۔ اور ہم سے وہ غفلت نہیں کرتے مجھے امید ہے کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں اس کے زمین پر نازل ہونے کا زمانہ پالوں گا۔

## حیات مسیحؑ تاریخی نقطۂ نظر سے

حضرت مسیح حضور علیہ السلام کے قریب تر پیغمبر ہیں اور تمام نصاریٰ اور مسلمان ان کی عظمت اور شخصیت کو مانتے ہیں۔ نصاریٰ نے بالخصوص ہزاروں سال کے آثار قدیمہ کو دریافت کیا لیکن نہ خود نصاریٰ اور نہ مورخوں کو پتہ لگا کہ عیسیٰ علیہ السلام مرنے سے بچ کر فلسطین سے طویل سفر کاٹ کر کشمیر آئے اور پھر وہیں فوت ہو کر محلہ خانیار میں دفن ہوئے اور نہ ہندوستان اور کشمیر والوں کو پتہ لگا۔ صرف مرزا کو دعویٰ مسیحیت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نئی تاریخ بنانی پڑی۔ اگر اس طرح فرضی تاریخ گھڑنا درست ہو تو تمام گذشتہ انبیاء اور سلاطین کی تاریخیں ناقابل اعتبار قرار پائیں گی بلکہ پوری تاریخ ناقابل اعتبار بن جائے گی۔

(باقی آئندہ)